۔ انجمن فکر و عمل پاکستان

قتلِ عام اور غارتگری کے پیچھے کس کا ہاتھ ہے؟

جاگیردار طبقہ اپنے مفادات کے تحفظ میں کامیاب رہا ہے

مسلمانانِ ہند کی مشترکہ کوششوں سے جب پاکستان عالم وجود میں آیا تو سندھ ملک کا وہ واحد صوبہ تھا جہاں مخدوموں، سیدوں اور وڈیروں کی اجارہ داری اور عمل دخل تھا۔ صوبہ کے وسیع و عریض علاقے پر ان ہی جاگیرداروں کا تسلط تھا جن کی اکثریت ان اسماعیلی، فاطمی اور قرامطی شیعوں کی اولاد ہے جو ماضی میں ایران اور عراق سے آ کر ملتان اور سندھ پر اپنا تسلط قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ برطانوی دور میں یہی استحصالی طبقہ اپنی مسلم رعایا کے جان و مال اور عزت آبرو سے ہمیشہ کھیلتا رہا۔ پاکستان بننے کے بعد خیال تھا کہ یہاں جاگیردارانہ نظام ختم ہو جائے گا اور مظلوم رعایا ان کے ظلم و جبر سے آزاد ہو سکے گی۔ لیکن حکومت کے بیورو کریٹ طبقہ کی ملی بھگت سے جن میں اکثریت شیعہ افسران کی تھی اور جو انتظامی معاملات میں سیاہ و سفید کے مالک تھے سندھ کا جاگیردار طبقہ اپنے مفادات کے تحفظ کے لئے کامیاب رہا۔ لیکن نئے سندھیوں سے میل ملاپ اور خلط ملط سے سندھی عوام میں بیداری کی روح پیدا ہوئی اور وہ ان آقاؤں سے اپنے شہری اور انسانی حقوق چھیننے کے لئے ہاتھ پاؤں مارنے لگے اور جاگرداروں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔ ہاریوں کے بگڑتے ہوئے تیور دیکھ کر ان مٹھی بھر مخدوموں، سیدوں، پیروں اور وڈیروں کو اپنی جان و مال کے لالے پڑ گئے۔

ان کو نئے سندھیوں سے کبھی کوئی شکایت پیدا نہ تھی جن کے ساتھ وہ کوئی تیس سال سے میل و محبت اور بھائی چارہ کی فضا میں پر امن زندگی گذارتے رہتے تھے، پھر ان ہی مخدوموں، سیدوں، پیروں اور وڈیروں کا سر خیل، اور ہم مذہب ذوالفقار علی بھٹو جب صدر یحیٰی کی حمایت سے برسر اقتدار آیا تو اس نے اپنی برادری کے مفادات کو تحفظ دینے کی خاطر اپنے خلاف سندھی مسلمانوں کے غیظ و غضب کو نہایت عیاری سے نئے سندھیوں کے خلاف موڑ دیا اس نے سندھی آبادی کو شہری اور دیہی، پرانے اور نئے سندھی کے الگ الگ خانوں میں بانٹ کر بھائی بھائی کے درمیان نفاق و نفرت کی دیوار کھڑی کر دی۔ ایسے امتیازی قوانین وضع کئے جس سے نئے سندھیوں کی حق تلفی ہوئی۔ اور وہ ہر طرح کی جائز مراعات سے محروم کر دیے گئے۔ اس استحصالی گروہ نے جی ایم سید قرامطی شیعہ کی سرکردگی میں ایک پروپیگنڈہ مہم کا آغاز کیا اور پرانے سندھیوں کو یہ باور کرایا گیا کہ سندھی عوام کا استحصال کرنے والے دراصل نئے سندھی ہیں جب کی جاگیردار طبقہ ان کا محسن ہے جو حقوق کی بازیابی میں ان کا معاون و مددگار ہے۔ سندھی نوجوانوں کو اس طرح سبز باغ دکھا کر اس شیعہ طبقہ نے عوام کو آپس میں دست و گریباں کر کے ایک طرف اپنے مفادات کو تحفظ دیا تو دوسری طرف سندھ کو غیر سندھیوں سے پاک کرنے اور ایک الگ آزاد ملک بنانے کے لئے ایک ماسٹر پلان پر گذشتہ کئی برسوں سے عمل درآمد شروع کر رکھا ہے۔

استحصالی گروہ نے شیعہ قرامطیوں کی سرکردگی میں پروپیگنڈہ مہم کا آغاز کیا

ثبوت کے طور پر جئے سندھ سٹوڈنٹس فیڈریشن مورخہ ۱۹ اگست ۸۶ء کے پانچ نکاتی خفیہ ہدایت نامہ سے اقتباسات ملاحظہ ہوں۔ جو جی ایم سید کے اصل عزائم کی صحیح عکاسی کرتے ہیں۔ جو ہفت روزہ "تکبیر" میں شائع ہوا۔

☆ ۱۔ "جیسا کہ آپ کو ہدایت دی گئی ہے، آپ اپنی جدوجہد کا نشانہ صرف پنجابی کو بنائیں اور مہاجروں کو اپنے ساتھ ملا کر چلیں"۔

☆ ۲۔ "ہم اپنی پیاری دھرتی سندھڑی کے دشمنوں کو آپس میں لڑانے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ آپ نے دیکھا کہ پنجابی سامراج اور مکڑوں (مہاجروں) کی آپس میں نہیں بنتی۔ پٹھان اور بہاری آپس میں لڑ رہے ہیں۔ اب ایسا لگتا ہے کہ یہ سندھ کے دشمن ایک نہیں ہو سکتے"۔

☆ ۳۔ "ہمیں اس پر مطمئن نہیں ہونا چاہئے جب تک سندھ کے دشمن مہاجر، پٹھان اور بہاری کو نکال لیں۔ جب تک یہ سانپ نہیں مریں گے اس وقت تک سندھ آزاد نہیں ہو گا"۔

☆ ۴۔ (تعلیمی اداروں سے غیر سندھیوں کو نکالنے سے متعلق ہے)

☆ ۵۔ "جیسا کہ اوپر کہا گیا ہے کہ مہاجر اپنے بھائی اور باقی سب دشمن، لیکن آپ کو یاد رکھنا ہو گا کہ جیسا دشمن ناگ، ایسا ہی دشمن لنڈی (مہاجر) ان لنڈیوں (مہاجروں) نے سندھ کی تجارت، صنعت اور ملازمتوں میں جتنا سندھ کا استحصال کیا ہے، اتنا شیش ناگ سانپوں جیسے دشمن نے بھی نہیں کیا۔ ان

غیر سندھیوں کے خلاف خاک و خون کے خونیں ڈرامے کا ڈراپ سین کھیلا جا رہا ہے

"آپ اپنی جدوجہد کا نشانہ صرف پنجابی کو بنائیں اور مہاجروں کو ساتھ ملا کر چلیں"

لنڈیوں کو مارنے کے لئے بھی جدوجہد کرنی ہے لیکن وقت سے پہلے نہیں۔ کیونکہ یہ لنڈیاں شہر میں رہتی ہیں۔ ابھی ہم کو ان کی ضرورت ہے ان دشمنوں (پنجابیوں اور پٹھانوں) کو ان لنڈیوں (مہاجروں) ہی کے ذریعہ مارنا ہے کیونکہ بیوقوفی کا زمانہ نہیں۔ کام ایسا کرنا ہے جس سے سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے"۔

آج سندھ کے شہروں اور دیہی علاقوں میں غیر سندھیوں کے خلاف خاک وخون کے خونیں ڈرامے کا ڈراپ سین کھیلا جارہا ہے' اس کے اہم کرداروں میں جی ایم سید کی جئیے سندھ تحریک کے علاوہ الذوالفقار تنظیم' لاکھوں ایرانی مسلح تخریب کار (جو غیر قانونی طور پر کراچی اور کوئٹہ میں خمینی انقلاب کے وقت سے مقیم ہیں۔ اور جس کی تصدیق ضیاء حکومت کے دور کے سینئر وزیر داخلہ جناب اسلم خٹک نے سینٹ میں اس موقع پر کیا جب کراچی اور کوئٹہ کی مسلم آبادی ایرانی تخریب کاروں کے راکٹ لانچروں کی گولیوں سے لہولہان ہو گئی تھی۔ لیکن ایرانی حکومت کی مداخلت سے ان تخریب کاروں کے خلاف کوئی کارروائی نہ کی جاسکی') گلگتی اور بلتستانی شیعہ' مقامی ہندو' بھارتی جاسوسی ادارہ "را" کے ایجنٹ' مقامی شیعہ عسکری تنظیمیں' مختار فورس' اہل ملیشیا' امامیہ اسٹوڈنٹس آرگنائزیشن اور مہاجر شیعہ دانشور پیش پیش ہیں۔ جنہیں صوبہ کی انتظامیہ کی جو شیعہ گورنر' شیعہ وزیر اعلیٰ' شیعہ آئی جی' ڈی آئی جی اور صوبائی شیعہ وزراء کی اکثریت پر مشتمل ہے' کی بھرپور حمایت حاصل ہے۔ یہ رقص ابلیس گذشتہ ڈیڑھ سال سے مسلم شہریوں کے خلاف کھلے بندوں وفاقی حکومت کی ایماء اور ہدایت سے جاری وساری ہے۔ مقصد یہ ہے کہ سندھ کو محب وطن شہریوں سے پاک کرکے ایک الگ اور آزاد سندھ کے منصوبے کو پایہ تکمیل تک بلا روک ٹوک پہنچایا جاسکے۔

شروع میں بھائی کو بھائی سے لڑانے کی روایتی حکمت عملی یہ رہی تھی کہ نقاب پوش مسلح ایرانی' گلگتی اور بلتستانی کبھی پٹھان بستیوں پر' کبھی بہاری بستیوں پر اور کبھی مہاجر بستیوں پر رات گئے اندھیروں میں اندھادھند فائرنگ کرکے یہ مشہور کرتے رہے کہ فائرنگ ان کے مخالف گروپ کی طرف سے کی گئی ہے۔ اس طرح عرصہ تک بہاری کو پٹھان اور مہاجر کو پنجابی کا دشمن بنائے رکھا گیا۔ یہی عمل شیعوں کے اسلاف نے ماضی میں مسلمانوں کے دو محترم و معزز گروہوں میں غلط فہمی پیدا کرنے کے لئے فریقین پر شب خون مار کر کیا تھا۔ جس کے نتیجے میں امت مسلمہ جنگ جمل کے المناک سانحہ سے دوچار ہوئی تھی۔ آج یہی شیطانی کھیل شیعہ پاکستان میں کھیل کر بھائی کو بھائی سے لڑوا رہے ہیں تاکہ دنیائے اسلام کا یہ قلعہ اور مسلم ممالک کے گرد جو حصار پاکستان نے قائم کر رکھا ہے وہ کسی طرح ٹوٹ جائے اور شیعہ ایران کو عرب ممالک کو لقمہ تر بنانے کا راستہ ہموار ہو سکے۔

گذشتہ ڈیڑھ سال سے ملک و قوم پر شیعہ حکومت کی شکل میں جو عذاب مسلط ہے اس سے نجات پانے کا واحد راستہ یہ ہے کہ ہم سب علاقائی' نسلی اور مذہبی فروعی اختلافات کو چھوڑ کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ کر یک جان دو قلب ہو جائیں۔ یہ طرفہ تماشا نہیں تو اور کیا ہے کہ شیعہ جو ماضی میں ۲۶ فرقوں میں بٹے ہوئے تھے' خمینی انقلاب کے بعد اپنے تمام تر اختلافات بھلا کر باہم شیر و شکر ہو گئے۔ جب کہ امت واحد نے خود کو مختلف ٹکڑوں میں بانٹ کر قرآن میں بیان کردہ عذاب الٰہی کو اپنے اوپر مسلط کر لیا۔ (الانعام۔ آیت ۵۶) باہمی نفاق و نفرت نے ہماری ہوا اکھاڑ دی۔ اور ہم اکثریت میں ہوتے ہوئے بھی اقلیت کا مقابلہ کرنے سے قاصر ہو گئے۔

{ بشکریہ "ثالث" لاہور
۲۴ رجولائی ۱۹۹۰ء }

(بقیہ از صفحہ ۳)

کی۔ وہ ایسا بے تاب اور مضطرب دل لے کر آئے تھے جو اسلام اور مسلمانوں کی ہر مصیبت کے وقت بے قرار ہو جاتا تھا۔ ان کی آواز اتنی پُردرد اور پُرسوز تھی کہ برصغیر اور عالم اسلام کے ہر سانحہ میں بے ساختہ بلند ہو جاتی تھی۔ ظلم کے خلاف ان کی صدا اس درجے موثر تھی کہ ایک آن میں صورِ اسرافیل بن جاتی تھی۔ ان کی آنکھیں اسلام اور اہل اسلام کی ہر اذیت پر اشکبار ہو جاتی تھیں۔ مسلمانوں کی ہلکی سے ہلکی تکلیف بھی نہ وہ خود برداشت کر سکتے تھے اور نہ یہ گوارا کرتے تھے کہ کوئی برداشت کرے۔ ناممکن تھا کہ وہ مظلوم کو ظلم وستم کے شکنجے میں جکڑا ہوا دیکھیں اور خاموش رہیں۔ وہ ملک و قوم کی مصیبت کے وقت خود روتے اور دوسروں کو رلاتے۔

انہوں نے غلام آباد ہندوستان میں انگریز کے خلاف زبردست ٹکر لی اور اس کی حکومت کو اپنا سب سے بڑا حریف گردانا۔ عراق' ایران' ترکی' نجد' حجاز' مصر' شام' بیت المقدس غرض ہر خطۂ ارض کے مسلمانوں کی مظلومیت کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی اور ان کے مصائب و آلام پر نوحہ خواں ہوئے۔

وہ مرد مجاہد اپنے دور کی تمام حریف طاقتوں سے عمر بھر پنجہ آزما رہا' کبھی کسی سے مات نہ کھائی اور کسی کے سامنے ایک لمحے کے لئے بھی سرنگوں نہ ہوا۔ لیکن عزرائیل کے مقابلے میں شکست کھا گیا اور فرشتۂ اجل نے موت کا پیغام دیا تو گردن جھکا لی۔

موت کی تمہید بھی بڑی طولانی تھی جو فالج' لقوہ اور یرقان کے انتہائی الجھے ہوئے عنوانات پر چار سال تک پھیلتی چلی گئی تھی۔ بالآخر قمری حساب سے اکہتر اور شمسی حساب سے تقریباً ستر منزلیں طے کر کے ۹ ربیع الاول ۱۳۸۱ ہجری (۲۱ر اگست ۱۹۶۱ء) کی شام کو چھ بج کر پچپن منٹ پر اس عالی مرتبت شخص کی کتابِ حیات کا آخری ورق ختم ہو گیا اور اللہ ذوالجلال کی طرف سے یہ مسرت انگیز ندا آئی۔

یاایتھا النفس المطمئنة ارجعی الی ربک راضیة مرضیة فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی۔